

الجواب على ثلاثين سؤالاً تثبت على أن ذاكر

الهندي وأصحاب فكرة منحرفون ضللاً

تمس سوالات کا جواب جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک  
ہندوستانی اور اس کے ہم فکر منحرف اور گمراہ گر ہیں

فضیلة الشيخ ابو عبد الرحمن یحییٰ بن علی الحجوری (حفظہ اللہ)

ترجمہ

طارق علی بروہی

## انتباہ

© حقوق محفوظ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام ۲۰۰۸

[www.AsliAhleSunnat.com](http://www.AsliAhleSunnat.com)

## اہم نوٹ

کتاب ہذا ایک آن لائن کتاب ہے جو ویب سائٹ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ پر رکھنے کے لئے مرتب کیا گیا تاکہ اس کی باآسانی نشر و اشاعت ہو سکے۔ فی الوقت ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے یہ ترجمہ و ترتیب اس کی اصل عربی یا انگریزی سے کہیں اور موجود نہیں۔ چونکہ اس کتاب کو مفت آن لائن تقسیم کے لئے جاری کیا جا رہا ہے لہذا اس کی ذاتی یا تبلیغی مقاصد کے لئے پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذریعہ سے محض اس کے مندرجات نشر کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے لیکن اسے منافع کمانے کے لئے چھاپنے (پبلش) کرنے کی اجازت نہیں الا یہ کہ اصل پبلیشرز سے پیشگی اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت دے دی جائے۔



- نام کتاب : تیس سوالات کا جواب جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ڈاکٹر ذاکر نانیک  
ہندوستانی اور اس کے ہم فکر منحرف اور گمراہ گر ہیں  
مولف : شیخ یحییٰ بن علی الحجوری (حفظہ اللہ)  
مترجم : طارق علی بروہی  
صفحات : ۶۲  
ناشر : اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	عرض مترجم	۵
۲	تعارف فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن یحییٰ بن علی الجوری (حفظہ اللہ)	۱۰
۳	سوال ۱	۱۲
	سوال ۲	۱۹
	سوال ۳	۲۰
	سوال ۴	۲۳
	سوال ۵	۲۴
	سوال ۶	۲۵
	سوال ۷	۲۷
	سوال ۸	۲۸
	سوال ۹	۳۱
	سوال ۱۰	۳۳
	سوال ۱۱	۳۵
	سوال ۱۲	۳۷
	سوال ۱۳	۳۹

۲۱	سوال ۱۴	
۲۳	سوال ۱۵	
۲۴	سوال ۱۶	
۲۵	سوال ۱۷	
۲۶	سوال ۱۸	
۲۸	سوال ۱۹	
۲۸	سوال ۲۰	
۲۹	سوال ۲۱	
۲۹	سوال ۲۲	
۵۱	سوال ۲۳	
۵۱	سوال ۲۴	
۵۶	سوال ۲۵	
۵۷	سوال ۲۶	
۵۸	سوال ۲۷	
۵۹	سوال ۲۸	
۶۱	سوال ۲۹	
۶۱	سوال ۳۰	

## عرض مترجم

إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔  
 اما بعد! فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار۔ اما بعد، فاعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزة ونفخه ونفسه، بسم الله الرحمن الرحيم۔

اللہ تعالیٰ ہی تمام حمد و شکر کا مستحق ہے جس نے ہمیں اس ہدایت، توحید و سنت اور صحیح سلفی منہج کی توفیق دی اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی ہدایت یاب اور فلاح یاب نہیں ہو سکتے تھے:  
 ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ﴾ (الاعراف: ۴۳)  
 (اللہ کا) (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اور ہم ہرگز اس کو نہ پاسکتے تھے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہدایت نہ دیتا)

اسی طرح رسولوں کا بھیجا جانا اور وحی کا نزول بھی اس کی اپنے بندوں کے ساتھ رحمت کے مظاہر اور زندگی میں حقیقی روح کو پروان چڑھانے کے اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

(بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان کیا کہ انہیں میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)

اور فرمایا:

﴿ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴾ (غافر: ۱۵)

(وہ (اللہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح (وحی) نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے)

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ (النساء: ۱۶۵)

(ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا با حکمت ہے)

اور فرمایا: ﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾ (الإسراء: ۱۵)

(اور ہم ہرگز عذاب نہیں کرتے جب تک (اتمام حجت کے لئے) کسی رسول کو نہ مبعوث فرمالیں)

ان آیات سے مندرجہ ذیل نقاط واضح ہوتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے رسول یا رسولوں کو مبعوث فرمایا جو رسولوں اور ان کے کلام کو حجت تسلیم کرنے کے بجائے عقل پرستی، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کو بطور حجت پیش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا احسان فراموش ہے۔

۲- جن رسولوں کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے ذریعے کرے اور جو لوگوں کو ہدایت پر تو لانا چاہتے ہیں اور ان کا تزکیہ نفس کر کے انہیں نیک بھی بنانا چاہتے ہیں مگر کتاب و حکمت (قرآن و حدیث) کے بجائے عقل پرستی، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کو معیار بناتے ہیں تو وہ اپنے اس مقصد میں خواہ کتنا ہی عظیم و نیک نیتی پر مبنی کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۳- مندرجہ بالا باتوں یعنی وحی الہی کتاب و حکمت کی عدم موجودگی میں انسان پہلے گمراہی میں تھے اگرچہ وہ عقل، منطق، ادب و شعر، فصاحت و بلاغت، فلسفے کا علم رکھتے ہوں۔

۴- زندگی میں جان روح کے ہی سبب سے ہے جس بدن سے روح خارج ہو جائے وہ مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کی روحانی زندگی اور استقامت دین وحی الہی (قرآن و سنت) کے ہی سبب سے ہے اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو وہ روحانیت یا دین بے فائدہ و بے جان ہے چاہے کتنے ہی عقلی دلائل، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

۵- رسولوں کا مشن دعوت یعنی انذار و تبشیر کا مقصد مندرجہ بالا مقاصد جیسے تزکیہ، کتاب و حکمت (سنت) کی تعلیم، انسان کو اس کے رب و معبود حقیقی سے اور انسان کی اپنی اصلیت سے روشناس کرانا وغیرہ ہیں اور ان سے روگردانی کرنے کی صورت میں مخالفین رسول پر اتمام حجت کرنا ہے۔ لہذا حجت اگر کسی چیز سے ثابت ہو سکتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی کتاب و حکمت ہے ناکہ انسان کی عقل، منطق، فلسفہ اور فصاحت و بلاغت، دنیاوی علوم، سائنس، تحریف شدہ کتابوں سے۔

لیکن بعض نادان لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انسان کی عقل، منطق، فلسفہ اور فصاحت و بلاغت، دنیاوی علوم، سائنس ہی صحیح و غلط، حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور بعض زبردستی فاسد تاویلات کر کے اور دلائل کو توڑ مروڑ کر وحی الہی کو اپنی محدود عقل کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کی بھی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔



بعض لاجک (عقل) کو اتمام حجت کا ذریعہ سمجھتے اور اس کے ذریعہ کافروں وغیرہ مسلموں پر اتمام حجت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اوپر بیان ہوا کہ حجت کس چیز سے تمام ہوتی ہے معنی یہ ہوا کہ ان کی تمام تر سعی لا حاصل اور وقت کا ضیاع ہے۔

دلیل صرف وحی الہی ہے، اگر کوئی بات اس کے خلاف ہو یا محض عقل کی بنیاد پر ہو تو وہ حجت نہیں، اور اگر وحی الہی تو ہو مگر اس میں تحریف کر دی گئی ہو تو وہ بھی دلیل و حجت نہیں جیسے سابقہ آسمانی کتابیں۔ اور جس جماعت یا شخص میں یہ دونوں گمراہیاں جمع ہو جائیں تو ان کی فتنہ انگیزی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔

وحی کی طرح عقل بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظیمہ ہے مگر اس وقت جب وحی الہی کے تابع ہو اور اسی کو عقل سلیم کہا جاتا ہے اور جو عقل خود سر و سرکش ہو اور وحی الہی کی نہیں بلکہ اپنی ہوائے نفس کی تابع ہو تو وہ انسان کے لئے باعث وبال ہے۔ ایسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ أُذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾ (الاعراف: ۱۷۹)

(اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے یہ سمجھتے نہیں اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے یہ دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے یہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں) ایسی عقل رکھنے والے جہنم میں یہ پکار رہے ہوں گے:

﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (الملک: ۱۰)

(اور وہ (جہنمی) کہیں گے اگر ہم سنتے اور عقل رکھتے ہوتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے)

اس کتاب کا مقصد ایسی ہی گمراہیوں سے لوگوں کو خبردار کرنا ہے اور ایسے افراد اور جماعتوں کا (اس دعا کے ساتھ کے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے) پردہ چاک کر کے ان پر حجت تمام کرنا ہے۔

اس قسم کے نظریات و عقائد کے علمبردار ماضی میں بہت سے اسلامی فرقے تھے اور اب تک موجود ہیں جیسے ماضی و حال کے معتزلہ، فلاسفہ، عقلانی، اہل کلام و منطق اور ماڈرن و جدید طرز پر آئی۔ آر۔ ایف اور ان کے سربراہان جیسے ڈاکٹر ذاکر نانیک ہیں۔ اور یہ کتاب خصوصاً انہیں کے رد پر لکھی گئی ہے کیونکہ جس گمراہ شخص یا جماعت کو جتنا زیادہ مقبول عام حاصل ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے خطرات میں اضافہ ہوگا اور عوام کو اس سے آگاہ کرنا اور ان کا علمی رد و محاسبہ کرنا اتنا ہی ضروری ہوگا۔ اور کتاب ہذا اسی سلسلے کی ایک کاوش ہے۔ مکمل اور جامع دلائل و براہین کے لئے دیکھئے امام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی بہترین کتابیں جیسے "الرد علی المنطقیین" اور "درء تعارض العقل والنقل" وغیرہ۔ اس کتاب میں شیخ تیمی الجوری کے کلام کا خالص ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ ایک آڈیو ٹیپ میں سوال و جواب کی نشست سے لیا گیا ہے، جبکہ ان سوالوں میں ڈاکٹر صاحب پر ہونے والے اعتراضات کے تفصیلی حوالا جات نیز دیگر اہل علم کے ان اصولوں کہ متعلق مفید کلام کہ جن پر رد کیا گیا ہے کے لئے دیکھئے ہماری کتاب "عقل و نقل سے فائق ڈاکٹر ذاکر نانیک"، جو ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت ڈاٹ کام پر دستیاب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو خالصتاً اپنی رضا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے بنادے۔ اور جو لوگ اس فتنے میں مبتلا ہیں ان کے لئے ذریعہ ہدایت بنادے اور اگر ان کے نصیب میں ہدایت نہیں تو مسلمانوں کو ان کے شر و فتنہ سے محفوظ فرما کر قرآن و سنت کی روشن شارع پر گامزن فرمادے۔ آمین یا رب العالمین۔

**وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔**

## تعارف فضیلۃ الشیخ ابو عبد الرحمن یحییٰ بن علی الحجوری (حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ (حفظہ اللہ) کے تفصیلی حالات زندگی فی الحال دستیاب نہیں ان شاء اللہ جیسے ہی ہمیں کہیں سے دستیاب ہو جائیں گے تو انہیں شامل کتاب کر دیا جائے گا۔ البتہ مختصر تعارف یہ ہے کہ آپ محدث دیار یمن علامہ مقبل بن ہادی الوادعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سب سے مشہور و ہونہار شاگرد ہیں اور دارالحدیث دماج، یمن کی علمی مسند پر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے جانشین ہیں۔ اسی طرح کتب کثیرہ کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کی تقاریر و تصنیفات کے لئے وزٹ کریں آپ کی آفیشل ویب سائٹ [www.sh-yahia.net](http://www.sh-yahia.net)۔

آپ (حفظہ اللہ) کے متعلق آپ کے شیخ محدث مقبل بن ہادی الوادعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض فرمودات اور وصیتیں مندرجہ ذیل ہیں:

« قال العلامة مقبل بن هادي الوادعي - رحمه الله - في كتابه "ترجمة أبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي" عند تعداد طلبته:

(يحيى بن علي أبو عبد الرحمن الحجوري: من حفظة القرآن، ومستفيد في علوم شتى، وقد سمعتُ له بعض الدروس التي تدل على استفادته، وهو قوي في التوحيد، وله تحقيق "إصلاح المجتمع" للبيحاني، ورد على الزناداني في التوحيد ورسائل أخرى) انتهى.

علامہ مقبل بن ہادی الوادعی - رحمہ اللہ - کتاب "ترجمة ابي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي" میں اپنے تلامیذ کی تعداد کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یحییٰ بن علی ابو عبد الرحمن الحجوری: انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہے، اور مختلف اقسام کے علوم سے مستفید ہوئے ہیں، میں نے ان کے بعض دروس سنے ہیں جو ان کے علمی استفادے پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ توحید میں بہت قوی و پختہ ہیں، اور ان کی تحقیقات مثلاً "إصلاح المجتمع" للبيحاني، و "رد على الزنداني في التوحيد" (ایک اور عقل پرست اور مستشرقین سے تعلیم یافتہ، عالمی بھائی چارہ اور اتحاد بین المذاہب کی دعوت دینے والا عبد المجید الزندانی پر توحید کے بارے میں لکھی گئی کتاب پر رد) اور دیگر رسائل ہیں۔"

«وقال -رحمه الله- في وصيته:

(وأوصيهم بالشيخ الفاضل يحيى بن علي الحجوري خيراً، وألا يرضوا بتروله عن الكرسي، فهو ناصح أمين) انتھی من کتاب "نبذة مختصرة من نصائح والدي العلامة مقبل بن هادي الوادعي وسيرته العطرة" لأم عبد الله بنت الشيخ مقبل الوادعي.

اسی طرح شیخ مقبل (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی وصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور میں انہیں الشیخ الفاضل یحییٰ بن علی الحجوری کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور وہ کبھی بھی ان کی کرسی (مسند علمی) سے معزولی پر راضی نہ ہوں۔ کیونکہ وہ خیرا خواہ اور امانت دار ہیں۔"

(آپ [رحمۃ اللہ علیہ] کی صاحبزادی اور دینی عالمہ ام عبد اللہ بنت الشیخ مقبل الوادعی کی کتاب "نبذة مختصرة من نصائح والدي العلامة مقبل بن هادي الوادعي وسيرته العطرة" سے اقتباس)۔

## بسم الله الرحمن الرحيم

**الحمد لله رب العالمين وبعد:**

یہ بعض مشہور و منشور مقالات ہیں جو ڈاکٹر ذاکر نانیک ہندوستانی سے صادر ہوئے، جنہیں ہم فضیلتہ الشیخ علامہ ابو عبد الرحمن یحییٰ بن علی الجوری یعنی (حفظہ اللہ) کے سامنے پیش کریں گے تاکہ وہ ان کا جواب ارشاد فرمائیں، اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

سوال ۱: ذاکر نانیک فرماتے ہیں: آپ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے موسوم کر سکتے ہیں لیکن یہ واجب ہے کہ وہ نام پیارا اور خوبصورت ہو؟

شیخ نے جواب ارشاد فرمایا:

**بسم الله الرحمن الرحيم . إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليماً كثيراً أما بعد:**

یہ قول جس میں اجازت ہے ہر انسان کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام سے موسوم کرے جس سے خود اس نے اپنے آپ کو موسوم نہیں کیا، یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افرا اور باتیں گھڑنا ہے۔ یہ ایک باطل قول ہے جس کی بنیاد نہ کتاب و سنت میں ہے اور نہ ہی اجماع میں۔ میں اس سے پہلے صوفی عمر بن حفیظ کے مقالوں میں سے ایک اسی جیسے مقالے پر رد کر چکا ہوں جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو غیر ثابت شدہ اسماء سے پکار رہا تھا۔ لہذا ذاکر نانیک پر بھی وہی رد پیش کر دیتا ہوں تاکہ ہمیں دلائل کی دوبارہ تکرار نہ کرنی پڑے:

صوفی عمر بن حفیظ اپنے کتاب "خلاصة المدد النبوي في أورد آل باعلوي (ص ۳۹)" میں عنوان "الدعاء بأسماء الله الحسنى" کے تحت لکھتا ہے "یا مقسط یا نافع یا جامع" (اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی یا مقسط، یا نافع، یا جامع کے ساتھ دعا کرنا)

شیخ یحییٰ (حفظہ اللہ) کا رد: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا...﴾ (الأعراف: ۱۸۰) (اور اچھے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ تعالیٰ ہی کو موسوم کیا کرو یا ان ناموں ہی سے اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو) وہ کیسے اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے پکارتا ہے جو ثابت نہیں مثلاً: "یا نافع..." اللہ تعالیٰ کو ایسے نام دینا جو خود اس نے یا اس کے رسول (ﷺ) نے نہیں دیئے، اللہ تعالیٰ پر قول بلا علم میں سے ہے۔ اگر ہم عمر بن حفیظ کو اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام دیں تو وہ اس سے کبھی راضی نہیں ہوگا اور اسے اپنی شان میں گستاخی تصور کرے گا، پھر کیسے وہ اسے اپنے لئے تو پسند نہیں کرتا مگر اللہ عزوجل کے لئے پسند کرتا ہے؟ (اس کے علاوہ) اس نے اپنی اس حرکت سے دلائل اور امت کے اجماع کی بھی مخالفت کی ہے۔

امام شافعی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

«لله تعالى الأسماء والصفات جاء بما كتبه وأخبر بما نبه (عليه وسلم) لا يسع لأحد من خلق الله تعالى قامت عليه الحجة ردّها» (ذم التأويل ص ۱۲۱)

(اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں جو اس کی کتاب اور اس کے رسول (ﷺ) سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جس پر حجت تمام ہوگئی اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ انہیں رد کرے)

امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق فرماتے ہیں:

«ولا معلومة إلا بما وصف به نفسه فهو سميع بصير ولا يبلغ الواصفون صفته ولا يتعدى القرآن والحديث فنقول كما قال ونصفه بما وصف به نفسه ولا يتعدى القرآن» [المسائل والرسائل في العقيدة للإمام أحمد (۱/۲۷۷) و اجتماع الجيوش الإسلامية (ص ۸۳) والفتاوى (۲۶/۵)]

((اللہ تعالیٰ کی صفات) معلوم نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے جو خود اس نے بیان کیں کہ وہ سمیع و بصیر ہے، اس کی صفتیں بیان کرنے والے اس کی صفت (کی حقیقت) کو نہیں پہنچ سکتے، اور نہ ہم قرآن و حدیث سے تجاوز کریں گے، بلکہ وہی کہیں گے جو اس نے فرمادیا اور انہیں صفات سے متصف کریں گے جن سے خود اس نے اپنے آپ کو متصف فرمایا اور ہم قرآن کریم سے تجاوز نہیں کریں گے)

امام دارمی ابو سعید عثمان بن سعید (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

«ووصفه بما وصف به نفسه أو وصف به رسوله (ﷺ)» [الرد على بشر المريسي ضمن عقائد السلف (ص ۳۷۴)]

((ہم (اللہ تعالیٰ) کو انہیں صفات سے متصف کریں گے جن نے خود اس نے اپنے آپ متصف فرمایا ہے یا جن سے اس کے رسول (ﷺ) نے انہیں متصف فرمایا ہے)

آئمہ کے امام جناب ابو بکر محمد بن اسحاق (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

«فنحن وجميع السلف من أهل الحجاز وتمامة واليمن والعراق والشام ومصر مذهبنا أن نثبت لله ما أثبتته لنفسه» [التوحيد لابن خزيمة (۲۶/۱)]

((ہم اور تمام سلف خواہ حجاز سے ہوں یا تمامہ، یمن، عراق، شام اور مصر سے، ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے وہی کچھ (اسماء و صفات) ثابت کرتے ہیں جو اس نے خود اپنے لئے ثابت کئے ہیں)

امام ابو بکر احمد بن اسماعیل (رحمہ اللہ) جو الاسماعیلی کے نام سے مشہور ہیں فرماتے ہیں:

«ويعتقدون أن الله مدعو بأسمائه الحسنى موصوف بصفاته التي سمى ووصفه بها نبيه (ﷺ)» [اعتقاد أئمة أهل الحديث (ص ۳۵)]

((تمام آئمہ اہلحدیث) یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء حسنی سے پکارا جاتا ہے اور وہ ان صفات سے متصف ہے جن سے اس کے نبی (ﷺ) نے اسے موسوم اور متصف فرمایا)

امام ابو نصر عبید اللہ بن سعید السجزی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

﴿ "وقد اتفقت الأئمة على أن الصفات لا تؤخذ إلا توقيفية ولا يجوز أن يوصف الله إلا بما وصف به نفسه أو وصف به رسوله" [الرد على من أنكر الحرف والصوت (ص ۱۲۱)]

(آئمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صفات الہی محض توقیفی (وحی الہی سے) ہی لی جائیں گی، لہذا اللہ تعالیٰ نے جن صفات سے اپنے آپ کو یا اس کے رسول (ﷺ) نے اسے متصف فرمایا ان کے سوا کسی صفت سے متصف کرنا جائز نہیں)

امام ابن عبدالبر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

﴿ "أهل السنة مجمعون على الإقرار بالصفات الواردة في الكتاب والسنة والإيمان بما على الحقيقة لا على الجواز" [التمهيد ۷/۵۴۵ و الفتاوى (۸۷/۵)]

(اللہ تعالیٰ کی صفات جو کتاب و سنت میں وارد ہیں ان کے اقرار پر اہلسنت کا اجماع ہے، اور یہ کہ ان (کے معنوں) پر باعتبار حقیقت ایمان لایا جائے تاکہ مجازی)

امام ابوالقاسم القشیری (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

﴿ "الأسماء تؤخذ توقيفاً من الكتاب والسنة والإجماع" [الفتح (۲۲۶/۱۱)]

(اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی طور پر کتاب، سنت اور اجماع سے لئے جائیں گے)

امام ابوالحسن القابسی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

"أسماء الله وصفاته لا تعلم إلا بالتوقيف من الكتاب والسنة أو الإجماع ولا يدخل فيها بالقياس" [الفتح (۲۲۰/۱۱)]

(اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات سوائے کتاب، سنت اور اجماع کی توقیف کے نہیں جانی جاسکتیں، اور اس میں قیاس کا کوئی عمل دخل نہیں)

امام ابن مندہ (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

﴿ "وأسماء الله وصفاته توقيفية وأهل السنة والجماعة لا يشبتون لله إلا ما أثبتته لنفسه في كتابه أو

صح عن رسول الله (ﷺ)" [التوحيد لابن مندہ (۲ / ۱۳۵)]



(اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات توقیفی ہیں اور اہلسنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے لئے وہی (اسماء و صفات) ثابت کرتے ہیں جو خود اس نے اپنے لئے ثابت فرمائے یا رسول اللہ (ﷺ) سے صحیح طور پر ثابت ہوں)

امام ابن حزم (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

« "فصح أنه لا يحل أن يسمى الله إلا بما سمي به نفسه" [المحلى (۳۱/۸)]

(صحیح بات یہی ہے کہ حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نام سے پکارا جائے سوائے اس کے جو نام خود اس نے اپنے لئے رکھا ہو)

امام بغوی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

« "أسماء الله تعالى على التوقيف" [معالم التنزيل (۳۰۷/۳)]

(اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں)

امام سفارینی (رحمہ اللہ) "لوامع الأنور" میں فرماتے ہیں:

« لكنها في الحق توقيفية

لنا بهذا أدلة وفيه

(حق بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات) کے توقیفی ہونے کے بارے میں

ہمارے پاس قابل اعتماد دلائل ہیں)

پھر امام صاحب اس کی شرح فرماتے ہیں:

« "لنا معشر أهل السنة واتباع السلف باعتبار ثبوت التوقيف في أسماء الباري جل وعلا من الشارع أدلة وفيه عالية نفى بالمقصود لأن ما لم يثبت من الشارع لم يكن مأخوذاً في إطلاقه عليه والأصل المنع حتى يقوم دليل الإذن. فإذا ثبت كان توقيفياً" [لوامع الأنور (۱۲۵/۱-۱۲۴)]

(اے اہلسنت اور سلفیوں ہمارے لئے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں باعتبار ثبوت شارع کی جانب سے قابل اعتماد اور اعلیٰ درجے کے دلائل ہیں جو اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کھلیت کرتے ہیں، کیونکہ جو چیز

شارع سے ثابت نہیں وہ اس پر اطلاق کرنے کے لئے مانوذا نہیں کی جاسکتی، اور (شریعت میں) اصل منع ہے یہاں تک کہ اجازت کی دلیل ثابت ہو، اور اگر وہ ثابت ہو جائے تو اسے ہی توقیفی کہتے ہیں (

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

«وجماع القول في إثبات الصفات هو القول بما كان عليه سلف الأمة وأئمتها وهو أن يوصف الله بما وصف به نفسه وبما وصفه به رسوله (ﷺ) وبصان ذلك عن التحريف والتمثيل والتكليف والتعطيل ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشورى: ١١) لا في ذاته ولا في صفاته ولا في أفعاله. انتهى المراد" [مجموع الفتاوى (٥١٥/٦)]

(اثبات صفات کے بارے میں اقوال کا لب لباب وہی قول ہے جس پر سلف و ائمہ امت تھے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو انہیں صفات سے متصف کیا جائے گا جن سے خود اس نے اپنے آپ کو یا اس کے رسول (ﷺ) نے اسے موصوف فرمایا، اور ایسا تحریف، تمثیل، تکلیف اور تعطیل سے بچ کر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اس جیسی کوئی چیز نہیں) نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں)

ان کے تلمیذ امام ابن قیم (رحمہ اللہ) ان قواعد کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں جو انہوں نے صفات کے بارے میں بیان کئے:

«السابع أن ما يطلق عليه وفي باب الأسماء والصفات توقيفي. اهـ" [من بدائع الفوائد (١٦٢/١)] (ساتواں) (اصول / نقطہ) یہ کہ جس چیز کا اطلاق اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف ہو اور اسی طرح اسماء و صفات کے باب میں، (دلائل / اثبات) توقیفی ہوں گے)

پس یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کو بغیر ایسی صحیح دلیل کے جو اس بارے میں نص ہو ثابت نہ کیا جائے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأعراف: ١٨٠)

(اور اچھے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سوا سے ان ہی ناموں سے پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی)

اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو بلا دلیل صحیح ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم کے بات کہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنا علم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کلام کرنے کو شرک اکبر کے ساتھ جوڑا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (الأعراف: ۳۲)

(آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ (الاسراء: ۳۶)

(جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے)

نبی کریم (ﷺ) یہ دعاء کیا کرتے تھے: "أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ" (اے اللہ میں آپ (کے غضب) سے آپ ہی کی پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں آپ کی ثناء (کما حقہ) بیان نہیں کر سکتا آپ تو ویسے ہی ہیں جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے)

سوال ۲: ذاکر نانیک کہتے ہیں: زرتشتیت (آتش پرست رپاریسی مذہب یا مجوس) غیر سامی دین ہے اور آریانہ قوم سے بھی نہیں ہے اسی طرح ہندومت سے بھی مرتبط نہیں، اور یہ ایک نبوی دین ہے، اسے "الفارسیہ" (آتش پرست رپاریسی مذہب یا مجوس) بھی کہا جاتا ہے جس کی بنیاد رکھنے والے نبی زرتشت ہیں؟

جواب: یہ قول باطل ہے کیونکہ زرتشتیت الحادی ادیان میں سے ہے اور اس کا اسے نبوی دین ثابت کرنا یا اسے انبیاء میں سے کسی نبی کی جانب منسوب کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ صحیح ہے۔ اگر کہنے کی حد تک لوگ اس دین کو کسی نبی کی طرف منسوب کرتے بھی ہیں پھر بھی جو کچھ رسول اللہ (ﷺ) لے کر آئے وہ ان تمام چیزوں کو منسوخ کرتا ہے جو باقی انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) لے کر آئے خواہ ان انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے نام ہم جانتے ہوں یا نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ (غافر: ۷۸)

(جن رسولوں میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کئے)

اس شخص اور اس جیسے دوسروں کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ (المائدة: ۴۸)

(اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جاییے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور منج مقرر کر دیا ہے)

﴿وَأَن احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِن كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ، أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (المائدة: ۴۹-۵۰)

(آپ ان کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی علم کیا کیجئے، ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہئے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کسی علم سے ادھر ادھر نہ کریں، اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے ہی ڈالے اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں۔ کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور علم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟)

اور اسے اللہ تعالیٰ کا کتاب کریم میں یہ قول بھی کافی ہے:

”ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، إِنَّهُمْ لَن يَغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِي الْمُتَّقِينَ“ (الجنات: ۱۸-۱۹)

(پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں (یاد رکھیں) کہ یہ لوگ ہرگز اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے، (سمجھ لیں کہ) ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے)

سوال ۳: ڈاکٹر نانیک کہتے ہیں: سکھ مت سختی سے توحید اور الہ العزیز پر ایمان رکھتا ہے۔۔۔؟

جواب: یہ قول دو میں ایک یا دونوں قول کو متضمن ہے: سکھوں کا دین معلوم ہے کہ وہ ہر حرکت پذیر چیز کی پوجا شروع کرتے ہیں۔ ذکر و فرج تک ان کے عظیم معبودوں میں سے ہیں اسی طرح شجر اور گائے تک کا شمار ان کے عظیم معبودوں میں ہوتا ہے، اور ان کے بہت سے کفریہ مقالات ہیں کہ ان کے کفر کے بارے میں کبھی دوبصرت رکھنے والے شخص اختلاف نہیں کر سکتے کہ وہ مشرک و بت پرست لوگ ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (المائدة: ۵)

(جو ایمان کا انکار کرے اس کے اعمال ضائع اور اکارت میں اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہے)

اور فرمایا:

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ“

(البینۃ: ۶)

(بیشک جو لوگ اہل کتاب میں کافر ہوئے اور مشرکین سب جہنم کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں)

اس بت پرستی کی حالت میں وہ کیسے ان کے لئے توحید ثابت کرتا ہے؟

یا تو وہ اتحادی (وحدت الوجودی) ہے یا جو کسی بھی حجر، شجر، گائے، وشن، فرج یا ذکر کی پوجا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتا ہے، جیسا کہ اس قسم کا کفر یہ عقیدہ رکھنے والے کہتے ہیں جن میں سے حسین بن منصور حلاج بھی ہے وہ کہتا ہے:

فسبحانك سبحاني

أنا الله بلا شك

وعصيانك عصياني

فتوحيدك توحيدى

(میں ہی اللہ ہوں بلا شک سو تیری پاکی و بڑائی (در اصل) میری پاکی و بڑائی ہے

اور تیری توحید (در اصل) میری توحید ہے اور تیری نافرمانی (در اصل) میری نافرمانی ہے)

اور بایزید بسطامی جو "طیفور" کے نام سے مشہور تھا، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کہا کرتا تھا:

سبحاني سبحاني ما أعظم شاني , الجنة لعبة صبياني

(میری پاکی و بڑائی، میری پاکی و بڑائی، میری کتنی بلند شان ہے، جنت تو میرے بچوں کا کھلونا ہے)

امام ذہبی نے اس کے حالات زندگی "الميزان" سے نقل کئے، اور کہا ان کے بعض لوگ اس قول کو اس (بایزید بسطامی) سے ثابت کرتے ہیں۔

اور اس قسم کے دوسرے مقولات جن سے ان کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

اور ذاکر نانیک کے یہ مقولات ہو سکتا ہے کہ "علول" کے عقیدے کی بناء پر ہوں، ورنہ کس طرح ان سکھوں کے لئے جو گائے، فرج، شجر اور تمام غیر اللہ کی عبادتیں کرتے ہیں توحید ثابت کرتا ہے۔ کیسے وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ موحیدین ہیں؟!؟

یا (دوسری بات یہ ممکن ہے) کہ اس کے پاس جہمیہ کے اقوال میں سے کچھ ہو جب وہ کہتے ہیں کہ: "إِنَّ الْإِيمَانَ هُوَ الْمَعْرِفَةُ فَمَنْ عَرَفَ اللَّهَ فَهُوَ مُوَحِّدٌ" (ایمان تو محض معرفت کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے وہ موحّد ہے)۔ امام ابن ابی العز (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب "شرح الطحاویۃ" میں نقل کیا کہ اس قول سے یہ بات مستلزم ہوتی ہے کہ فرعون بھی موحیدین میں سے تھا کیونکہ اس نے بھی انکار کیا مگر اپنے نفس میں وہ یقین رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ﴾ (النمل: ۱۴)

(انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر)

اور اس قول سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے بت پرستوں مشرکین سے جو باطل پر تھے قتال کیا، اور اس (باطل) کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں سے قتال کا حکم دیا تھا وہ صحیح نہ تھا کیونکہ وہ پتھروں اور درختوں اور دوسروں معبودوں کے پجاری تھے اور اگر (جہمیہ کا) یہ قول صحیح ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کر رہے تھے اگر وہ اسے جانتے۔ پس اس قول سے جو باتیں لازم آتی ہیں وہ باطل ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ اس شخص (ذاکر نانیک) نے باطل چیزوں میں سے ہر چلتی پھرتی چیز کو اپنی زنبیل میں لپیٹ رکھا ہے۔ کوئی بھی فقرہ مندرجہ بالا فقروں میں سے نہیں گزرا مگر اس کے اندر گمراہیاں اور باطل باتیں پنہاں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن یہ اشارہ ضرور ہے ان باتوں کی جانب جو اس کے علاوہ ہیں۔

سوال ۳: فرماتے ہیں: سکھ مت بہت سختی سے توحید پر اور الہ العزیز پر غیر ظاہر شکل میں ایمان رکھتی ہے جو "اک اوم کار" کہلاتا ہے اور ظاہر شکل میں "اوم کار" کہلاتا ہے، اور گرو گرانٹ صاحب نے اس الہ العزیز کو مختلف صفات سے مقصوف کیا ہے؟

جواب: اس قول کا ظاہر تو یہی ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کا بھی اثبات کرتا ہے۔ الہ العزیز تو فرماتے ہیں: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (الانبیاء: ۲۲)

(اگر آسمان وزمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے)

اسی طرح ہمارے رب (عز وجل) کا فرمان ہے اور فرمایا:

﴿أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (ابراہیم: ۱۰)

(کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے وہ تو تمہیں اس لئے بلارہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف فرمادے، اور ایک مقرر وقت تک تمہیں عطا فرمائے)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر معبودوں کو ثابت کرنا شرک اکبر ہے اگر وہ اس بات سے راضی ہو کہ یہ ان کے معبود ہیں جن کی وہ عبادت کر سکتے ہیں اور ایسا کرنے سے وہ موحدین ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ (لقمان: ۳۰)

(یہ سب اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے)

اور فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (ذاریات: ۵۶)

(میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء: ۳۶)



(اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو)

سوال ۵: ذاکر نانیک کہتے ہیں: ہندو اور مسلم عوام آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، الحمد للہ ہم اپنے غیر مسلم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں؟

جواب: ہم اس فحور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ﴾ (المجادلة: ۲۲)

(اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں)

دیکھو تو سہی میرے بھائیوں کس طرح سے انخوان المسلمین اور جو ان کے عقلائی افکار کی طرف انتساب کرتے ہیں ایک جانب تو تمام کفار و ملحدین سے محبت کرتے ہیں، اور دوسری جانب علماء اہلسنت و دین سے خود بھی دور رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ پس یہ سب پر واجب ہے خواہ ان کے ہم فکر لوگ ہوں یا اس کے علاوہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کریں۔ یہ بات تو رسول اللہ (ﷺ) کے اس قول کے خلاف ہے: "المؤمن للمؤمن کالبنيان يشد بعضه بعضاً" (ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بھی خلاف:

﴿ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَأِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ﴾ (التوبة: ۱۱)

(اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ بھائی چارہ اللہ کے دین کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔<sup>۱</sup>

<sup>۱</sup> اس کے برعکس ڈاکٹر صاحب عالمی بھائی چارے کے داعی ہیں اور اس موضوع پر پروگرام بھی کرتے رہتے ہیں۔ (مترجم)

اور ان کا حال یہ ہے کہ ہر چلتے پھرتے سے ان کا بھائی چارہ ہے یہاں تک کہ شیطان ہی کیوں نہ ہو، اس گھٹیا اور تباہ کن عقیدے کے حامل افراد کے یہاں نہ حق کے ساتھ ولاء (محبت) ہے اور نہ باطل سے براء (بیزاری) ہے۔ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: "إِنَّ أَوْلَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَ أَوْلَئِكَ شَرَّارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ" (یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک آدمی وفات پاتا تھا اس کی قبر پر مسجد بنادیا کرتے تھے اور اس میں ایسی تصاویر بنالیا کرتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں) اللہ تعالیٰ نے انہیں بدترین مخلوق کہا، فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَوْلَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ (البینۃ: ۶)

(بیشک جو لوگ اہل کتاب میں کافر ہوئے اور مشرکین سب جہنم کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں)، تم کس طرح بدترین مخلوق سے محبت کرتے ہو؟!

سوال ۶: ڈاکٹر ذاکر اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہندوؤں کے معبودان کے نام سے پکارا جائے جیسے وشنو بمعنی رب اور برہما بمعنی خالق، اس شرط کے ساتھ کہ وشنو کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ اس کے چار ہاتھ ہیں اور وہ پرندے پر سوار ہے اور ایک سانپوں کی مسہری پر ٹیک لگائے ہوئے ہے، اور اسی طرح برہما کے متعلق یہ عقیدہ نہ رکھے کہ اس کے چار سر ہیں اور ہر سر پر ایک تاج ہے اور اس کے بھی چار ہاتھ ہیں، اور اپنے اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر اس نے ہندومت کی مقدس کتابوں میں سے کچھ آیات پڑھی؟

جواب: اسلامی اعتبار سے کیا ہندومت (کی کتابیں) بھی کوئی دلیل ہے؟! یہ تو کفر و زندقیت کا پلندہ ہیں۔ اس کا معنی تو یہ ہوا کہ یہ شخص مسلمانوں کو اور جس کے پاس اسلام کے لئے کچھ محبت ہے کفر کی طرف کھینچ رہا ہے، علاوہ اس کے آپ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سن چکے ہیں:

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (الاعراف: ۱۸۰)

(اور اچھے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سوا سے ان ہی ناموں سے پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی)

اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا نام دیا جائے جو اس نے اپنا نہیں رکھا، یا ایسی صفت بیان کی جائے جو اس نے اپنی نہیں بیان کی، یا اسے مخلوقات سے تشبیہ دی جائے، اللہ تعالیٰ اس چیز سے پاک ہے جو وصف وہ اس کا بیان کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ، تِلْكَ إِذَا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴾ (النجم: ۱۹-۲۲)

(کیا تم نے لات اور عزی کو دیکھا اور منات تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ تعالیٰ کے لئے لڑکیاں ہیں؟ یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے)

اللہ تعالیٰ نے اس اشتقاق پر مشرکین کی مذمت و توبیخ کی جو انہوں نے اپنے معبودوں کے نام اللہ تعالیٰ کے اسماء سے مشتق کئے، جیسے "اللات" کو "الہ" سے، اور "مناتہ" کو "المنان" سے، اور "العزی" کو "العزیز" سے مشتق کیا، اور یہ ان کے کفر کے اسباب میں سے تھا۔

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوری: ۱۱)

(اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے)

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (الزمر: ۶۷)

(اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں)

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴾ (نوح: ۱۳)

(تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی برتری و توقیر کا عقیدہ نہیں رکھتے)

سوال ۷: دعوت دین کے بہت سے طریقے ہیں جو بھی موثر ہو اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔۔؟

جواب: یہ تمہارے لائق نہیں (کہ تم طریقہ دعوت تجویز کرو)۔ ایک مسلمان جو دعوت الی اللہ کی قدرت رکھتا ہے اس پر یہ واجب ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے مسلک و منہج کو اپنائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ (یوسف: ۱۰۸)

(آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں)

اور اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل: ۱۲۵)

(اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیں)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ﴿ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ ﴾ (اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ)، یہ سبیل اللہ انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی دلالت کرنے کے سوا نہیں جانی جاسکتی۔ اور قرآن کریم میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (فصلت: ۳۳)

(اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں)

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت محض عمل صالح کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اخلاص و اتباع رسول (ﷺ) کے موافق نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ (الكهف: ۱۱۰)

(توجہ بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے)

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: "أَنَا أَغْنِي الشُّرَكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتَهُ وَشُرَكَاهُ" (میں تمام شریکوں میں سے شریک سے سب سے زیادہ غنی ہوں پس جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں)

اور رسول اللہ (ﷺ) کا یہ فرمانا: "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہ تھی تو وہ مردود ہے)

دعوت الی اللہ عبادت ہے، اور عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ دلیل پر موقوف ہوتی ہے۔ اور مذکورہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو دعوت کے معاملے میں تفویض کردہ بنا دے۔ کیونکہ ایسا کرنے والوں سے گمراہی اور راہِ صحیح سے بھٹکانے کا تجربہ ہو چکا ہے، جو کچھ اس شخص (ذاکر نانیک) اور اس جیسوں سے سرزد ہوا اس کی زندہ مثال ہے۔

سوال ۸: ذاکر نانیک نصاریٰ کے لئے ان کی کتاب انجیل سے حوالہ جات نقل کر کے نماز اور اس کے طبی و سائنسی فوائد بیان کرتا ہے؟

جواب: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان کتابوں سے نماز بیان کرے اور نہ ہی ان پر اعتماد کرے ان میں سے کچھ نقل کرنا، انہیں پڑھنا، ان کی خرید و فروخت کرنا، ان کی شرح کرنا یا اسے تحفے میں دینا سب منع ہے۔ بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان کتابوں کو جلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَتَنْتَضِعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يَحْرِفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ (البقرة: ۷۵)

(مسلمانوں) کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو سن کر، عقل و علم ہونے کے باوجود، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں)

اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (البقرة: ۷۹)

(ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے)

یہ دونوں دلیلیں اور اس باب کے دیگر دلائل اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ انہوں نے کتاب اللہ کی تحریف کی اور اسے تھوڑے داموں کے عوض تبدیل کر دیا اور بیچ ڈالا۔ پس تم کس طرح لوگوں کو تحریف شدہ کتابوں کی جانب رہنمائی کرتے ہو؟ انہوں نے اسے تحریف کیا، اس میں تغیر کیا، اسے بدل ڈالا اور اسے قلیل داموں بیچ ڈالا، تو تم انہیں کفار کے جھوٹ کے پلندوں کی طرف رہنمائی کرتے ہو؟ یہ تو گمراہی ہے، اور جن باتوں کو ان خائن لوگوں نے ان کتابوں میں تحریف نہیں بھی کیا تو وہ منسوخ ہیں، چنانچہ یا تو یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں یا پھر منسوخ ہیں جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾ (المائدة: ۴۸)

(اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیں۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور منہج مقرر کر دیا ہے۔ اگر منظور الہی ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا

ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الجاثية: ۱۸)  
(پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں)

اور اس لئے:

﴿وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْنًا قَلِيلًا وَإِذَا لَأَذْنُكَ ضَعْفَ الْحَيَاةِ وَضَعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا﴾ (الاسراء: ۷۴-۷۵)  
(اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل مائل ہو ہی جاتے، پھر تو ہم بھی آپ کو دوہرا عذاب دنیا کا کرتے اور دوہرا ہی موت کا، پھر آپ تو اپنے لئے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار بھی نہ پاتے)  
اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:

﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (العنكبوت: ۵۱)

(کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جا رہی ہے، اس میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہیں)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ، قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (يونس: ۵۷-۵۸)

(۵۸)

(اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفاء ہے، اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں)

اور ﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الزمر: ۲۲)

(کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے پس وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہے، اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یاد الہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں)

اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ یہ کتابیں اور سابقہ ادیان منسوخ ہیں اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ یہ کتابیں اور یہ ادیان منسوخ نہیں ہوئے تو وہ کافر ہے۔

سوال ۹: ذاکر نانیک فرماتے ہیں: ہمیں اپنی اولاد کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا ضروری ہے؟

جواب: مسلمانوں کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھنے کے لئے صراط مستقیم کو استعمال کرنا چاہیے جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ (ﷺ) اور صحیح اسلام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

(اور یہ کہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو)



اور فرمایا: ﴿المص، كِتَابٌ أَنْزَلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِيُنْذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ، اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ (الاعراف: ۱-۳)

(المص، یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے ڈرائیں، سو آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہو، اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے، تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو)

اور ﴿الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ (ابراہیم: ۱)

(الر، یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے رب کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ تعالیٰ کی طرف)

اور اپنے نبی (ﷺ) سے فرمایا:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾ (المائدة: ۲۸)

(اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ و نگہبان ہے، اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے، تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے۔ اگر منظور مولیٰ الہی ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنادیا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو)

اور فرمایا: ﴿ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴾ (آل عمران: ۱۳۸)

(عام لوگوں کے لئے تویہ (قرآن) بیان ہے اور متقیوں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے)

اور فرمایا: ﴿ هَذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾ (ابراہیم: ۵۲)

(یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ ہوشیار کر دیئے جائیں اور بخوبی معلوم کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں)

اور فرمایا: ﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا، وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾ (الفرقان: ۳۲-۳۳)

(اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن سارا کا سارا ایک ساتھ ہی کیوں نہ اتارا گیا، اسی طرح ہم نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) اتارا تاکہ اس سے ہم آپ کا دل قوی رکھیں، ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے، یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتا دیں گے)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی ہے، جبکہ ذاکر نانیک کی وصیتیں قدموں تلے ہے۔

سوال ۱۰: ذاکر نانیک کہتے ہیں: موسیٰ اور محمد (علیہما الصلاۃ والسلام) اپنی نبوت کے علاوہ بادشاہ بھی تھے ان معنوں میں کہ وہ قتل یا موت کی سزائوں کا اختیار رکھتے تھے؟

جواب: تم اپنے اس قول میں جھوٹے اور مقتری ہو اے ذاکر نانیک، کیونکہ سنن نسائی میں عبد اللہ بن بسر (رضی اللہ عنہ) سے حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے صبح کی نماز ادا فرمائی، پھر آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اور صبح ہو گئی، اور انہوں نے صلاۃ ضحیٰ ادا فرمائی۔ آپ (ﷺ) کے خدمت میں ایک بڑا پیالہ لایا گیا جسے چار لوگ اٹھائے ہوئے تھے، اور اس میں کھانا ڈالا گیا تھا، پس آپ (ﷺ) گلنے کے بل تشریف فرما ہو گئے تو کچھ اعرابی یہ کہنے لگے یہ کیسا جلسہ (میٹھنا) ہے؟ آپ

(ﷺ) نے جواب میں ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلَنِي جَبَّارًا عَنِيدًا" (اللہ تعالیٰ نے مجھے متواضع بندہ بنایا ہے اذلیل و متکبر نہیں بنایا) اور اسی طرح جب آپ (ﷺ) سے کہا گیا: "يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا وَيَا خَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا" (اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے، اے ہمارے بہترین اور ہمارے بہترین کے بیٹے) تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: "أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمُ الْأَوَّلَ وَلَا يَسْتَجِرْ مِنْكُمُ الشَّيْطَانُ. إِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ" (اے لوگوں وہی بات کرو جو تم پہلے کیا کرتے تھے تمہیں کہیں شیطان کسی گناؤں نے جرم کا ارتکاب نہ کروادے۔ میں تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول پس مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی پکارو)

اور اسی طرح جب رسول اللہ (ﷺ) بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) آپ (ﷺ) کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "أَتُرِيدُونَ أَنْ تَفْعَلُوا كَمَا فَعَلَ أَهْلُ الْكِتَابِينَ يَقْفُونَ خَلْفَ مُلُوكِهِمْ لَا تَفْعَلُوا" (کیا تم ایسا کرنا چاہتے ہو جس طرح اہل کتاب کرتے ہیں کہ اپنے بادشاہوں کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں، تم ایسا مت کرو) پس آپ (ﷺ) نے انہیں بیٹھ جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس بات سے راضی نہیں ہوئے کہ ان کے ساتھ وہ کچھ کیا جائے جو بادشاہوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اور اسی طرح آپ (ﷺ) سے ثابت ہے کہ آپ (ﷺ) اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ لوگ آپ (ﷺ) سے آگے آگے چلیں اور آپ (ﷺ) کے پیچھے کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیں اور اس چیز میں بادشاہوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ اور اس قول میں کہ وہ بادشاہ تھے نظر ہے، کیونکہ جب رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "خِلَافَةُ النَّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا يُؤْتِيهِ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ" (نبوت کے بعد خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد جابر بادشاہت ہوگی اللہ تعالیٰ جسے چاہے کا عطاء فرمائے گا) اور یہ سفینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی صحیح حدیث ہے۔ اور اس بات میں یہ قصور بھی ہے کہ مقام نبوت اس سے برتر ہے کہ

اسے محض بادشاہ سے تعبیر کیا جائے، وہ انبیاء (محمد و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام) اس سے بلند و برتر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ (الانعام: ۱۲۴)

(اس موقع کو تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ، مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، فَاَلْمَقَسَمَاتِ أَمْرًا﴾ (النجم: ۱-۴)

(قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے، کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہیں، اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ (بنی اسرائیل: ۱)

(پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا)

اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

(اے نبی ﷺ)! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا بھیجا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ)

سوال ۱۱: میں نے انجیل میں پڑھا۔۔۔؟

(شیخ نے سوال کاٹتے ہوئے فرمایا) میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور (ان کتابوں کی) قرات سے توبہ کریں، آپ بھی اور آپ کے وہ شاگرد بھی جنہیں آپ نے گمراہ کیا اور جنہیں آپ نے تحریف شدہ یا جن میں تحریف نہیں ہوئی تو منسوخ شدہ کتابوں کی بھول بھلیوں میں غرق کر دیا ہے۔ میں آپ کو توبہ کرنے کی نصیحت کرتا

ہوں۔ اس لغزش سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں۔ عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یا رسول اللہ (ﷺ) ہم دیکھتے ہیں کہ یہود کے پاس ایک صحیفہ ہے، کیا آپ (ﷺ) ہمیں اس میں سے پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "أَمْتَهُوْكَوْنَ أَنْتُمْ؟ وَاللّٰهُ لَقَدْ جَنَّتْكُمْ بِهَآ بِيَضَاءِ نَفِیۡۃٍ لَوْ كَانَ مُوسٰی حَیًّا مَا وَسَعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ" (کیا تم بھول بھلیوں میں پڑے ہوئے ہو؟ اللہ کی قسم میں تمہارے پاس واضح وثقات (شریعت) لے کر آیا ہوں کہ اگر آج موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ (المائدہ: ۳)﴾  
(آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا)

اور فرمایا: ﴿ مَا فَرَطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ۝ (الانعام: ۳۸)﴾  
(ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی)

نبی اکرم (ﷺ) فرماتے ہیں: "تَرَكْتُمْ عَلٰی الْبِیْضَاءِ لَیْلَهَا کُنْهَارَهَا لَا یَزِیْغُ عَنْهَا اِلَّا هَالِکٌ" (میں نے تمہیں ایسی روشن (شریعت) پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، جس نے منحرف نہیں ہوتا سوائے اس کے جو ہلاک ہونے والا ہو) ابودرداء، عریاض (رضی اللہ عنہما) اور دوسروں سے روایت ہے، فرمایا: "لَکُلِّ عَمَلٍ شُرَّةٌ وَلَکُلِّ شُرَّةٍ فِتْرَةٌ فَمَنْ کَانَ فِتْرَتُهُ اِلٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ نَجَا وَمَنْ کَانَ فِتْرَتُهُ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ فَقَدْ هَلَکَ"

(ہر عمل کی ایک انتہائی نشاط ہوتی ہے پھر ہر انتہائی نشاط میں ایک بے نشاط عرصہ ہوتا ہے، پس جس کسی کا یہ بے نشاط عرصہ بھی میری سنت کے موافق ہو تو تحقیق وہ نجات پا گیا اور جس کسی کا یہ بے نشاط عرصہ (میری سنت کے علاوہ) کسی اور طرف ہوا تو تحقیق وہ ہلاک ہو گیا)

جس طریقے پر آپ میں وہ ہلاکت والا طریقہ ہے۔ (اسی لئے) ذاکر صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈریں!

سوال ۱۲: (سائل اسی سوال کو جاری رکھتے ہوئے پوچھتا ہے) ذاکر کہتے ہیں: میں نے انجیل پڑھی ہے، اس میں کوئی نص جلی ایسی نہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے بذات خود یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں الہ ہوں یا میری عبادت کرو، اور میں فوراً نصرانیت قبول کرنے کو تیار ہوں اگر کوئی نصرانی مجھے ایک آیت بھی انجیل سے دکھا دے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے بذات خود یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں الہ ہوں اور میری عبادت کرو؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ آپ مذہب میں اور اپنے دین کے بارے میں بصیرت پر نہیں، آپ تو شک میں مبتلا ہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ نصرانیت کی طرف پلٹنے کو تیار ہیں۔ فرض کریں وہ ان کتابوں میں سے آپ کے پاس تحریف شدہ کتابیں لے کر آئیں اور کہیں کہ دیکھیں یہ صحیح ترین ہے، کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دین سے ان تحریف شدہ کتابوں کی خاطر مرتد ہو جائیں گے؟ یہ کلام تو کسی ایسے شخص سے صادر ہو ہی نہیں سکتا جس نے اسلام پر ہی قناعت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اسلام ہی فرشتوں کا اور اہل ارض و سماء کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

(بیشک دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے)

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵)

(اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز بھی قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا)

اور فرمایا: ﴿مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا﴾ (الحج: ۷۸)

(دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے)

نبی کریم (ﷺ) سے یہ ثابت ہے کہ: "قد أفلح من أسلم ورزق كفافاً وقنعه الله بما آتاه" (یقیناً فلاح پاگیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اس کو کفایت کرنے والا رزق میر آیا اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے عطاء فرمایا اس پر قناعت گزاری کرنے والا بنایا) اسی طرح الصحیح میں عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "أبغض الناس إلى الله ثلاثة: ملحد في الحرم ومتبع في الإسلام سنة الجاهلية مطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهرق دمه" (اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین لوگ تین ہیں: حرم میں الحاد چاہنے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا، کسی مسلمان کے خون کو ناحق بہانے کا طالب) جو اسلام میں (سنة الجاهلية) جاہلیت کا طریقہ چاہے، بھٹکے ہوؤں کی راہ چاہے، اہل کتاب کا طریقہ چاہے یہ تو بعینہ وہی ہے جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَنْحَكُمُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴾ (المائدة: ۵۰)

(کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے احسن کون حکم کرنے والا ہو سکتا ہے)

اور فرمایا: ﴿ وَأَنْ أَحْكَمَ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ ﴾ (المائدة: ۴۹)

(اور آپ ان میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ کریں)

اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴾ (المائدة: ۴۴)

(اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکم نہ کریں تو پس ایسے ہی لوگ کافر ہیں)

اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾ (المائدة: ۴۵)

(اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکم نہ کریں تو پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں)

اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾ (المائدة: ۴۷)

(اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکم نہ کریں تو پس ایسے ہی لوگ فاسق ہیں)

تین آیات میں سورہ مائدہ میں جنہیں یا تو ذکر نہیں جانتے، یا پھر وہ ان سے اعراض کرنے والوں میں سے ہیں، اے ذاکر! آپ اور آپ جیسے دیگر، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرواتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى، قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا، قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ﴾ (طہ: ۱۲۲-۱۲۶)

(اور ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ الہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے) اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴾ (السجدة: ۲۲)

(اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گناہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں)

سوال ۱۳: دعوت دین ہر مسلمان پر فرض ہے جو دعوت نہیں دے گا وہ جنت میں نہیں جاسکتا؟

جواب: اس قسم کا اطلاق صحیح نہیں اور یہ شخص جاہل ہے اور اس بات کا اہل نہیں کہ اس کے اس قول کو لیا جائے۔ یہ شخص تورات، انجیل اور ہندوؤں کی کتابوں میں استقدر منہمک ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں یہ فرما چکا ہے: ﴿ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴾ (السجدة: ۲۲)

(اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے)

اور فرمایا: ﴿ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)



(تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں)

اور نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا: "مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مَنَكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ إِيْمَانٍ" (تم میں سے جو کوئی کسی منکر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے روکے، اور اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے، اور اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اپنے دل میں اسے برا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے) پس ہر انسان دعوت الی اللہ کی قدرت نہیں رکھتا، ایک مسلمان کو اگر دعوت الی اللہ کرنے کے مواقع میسر نہ بھی آئے تو بھی وہ نجات یافتہ لوگوں میں سے ہے، یہ اس صورت میں کو وہ موحّدین میں سے ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ، جَنَّاتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلِّطُونَ فِيهَا مِنْ أُسَاوِرٍ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾ (فاطر: ۳۲-۳۳)

(پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے، وہ باغات میں ہمیشہ رہیں گے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے۔ اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی)

بخاری نے حدیث رقم ۵۰۲۰، اور مسلم نے حدیث رقم ۷۹۷ میں ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، کہ وہ نبی کریم (ﷺ) سے روایت کرتے، کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: (اس (نیک مومن) کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے سچترے یا میٹھے لیموں کی طرح ہے جس کا مزہ بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے، اور اس (نیک مومن) کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی سی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی، اور اس (فاسق و) فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تھکانہ (کے

پودے) کی سی ہے کہ اسکی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے، اور اس (فاسق و) فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی)

سوال ۱۳: داڑھیوں کا چھوڑنا فرض نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی (ﷺ) کی سنت ہے اور نصاریٰ کی سنت نہیں سو وہ اپنی داڑھیاں نہیں چھوڑتے؟

جواب: یہ قول باطل ہے کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) سے ثابت ہے کہ آپ (ﷺ) نے بہت سی احادیث میں داڑھیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور امر (حکم) وجوب کا متقاضی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (النور: ۶۳)

(سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے)

اور نبی کریم (ﷺ) کے اس فرمان کے باعث: "لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتَهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ" (اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز سے پہلے سواک کرنے کا حکم فرماتا) اور جب آپ (ﷺ) نے حج کا حکم فرمایا تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی نے دریافت کیا: "يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكُلَ عَامٍ قَالَ: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجِبَتْ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (اے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) کیا ہر سال (حج) کریں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر میں ہاں فرمادیتا تو واجب ہو جاتا۔ پس میں تمہیں جس چیز سے منع کروں اس سے اجتناب کرو اور جس چیز کا حکم دوں اسے اپنی استطاعت بھر بجا لاؤ۔ یہ دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ امر وجوب کا متقاضی ہے پس داڑھیوں کا چھوڑنا واجب ہے اور انہیں مونڈنا حرام ہے۔ اگر کہنے والا داڑھی مونڈنے کو کبیرہ گناہ میں شمار کرے تو یہ بھی کوئی بعید نہیں؛ کیونکہ نبی کریم (ﷺ) نے عورتوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے اور ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن عباس

(رضی اللہ عنہما) سے یہ اثر ثابت ہے کہ جس گناہ پر بھی لعنت، غضب یا آگ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے بھی اسی راستے کو اختیار فرمایا ہے۔

چنانچہ اس بنیاد پر ڈھ منڈا شخص عورتوں سے مشابہت کرنے کے علاوہ کفار سے بھی مشابہت اختیار کرتا ہے، اور نبی اکرم (ﷺ) کا فرمان ہے: "وَمَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے)

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ، فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ فَادَمِينٌ﴾ (المائدة: ۵۱-۵۲)

(اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بیشک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا، آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے، وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے، یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے)

داڑھی مونڈنا عورتوں اور کافروں کی مشابہت کو شامل ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی خلق کو متغیر کرنے اور مردانہ سختی کو (ناجائز طور پر) نازک اندام بنانے کو بھی شامل ہے۔ لہذا یہ بہت سے ممنوعات پر مشتمل ہے جن ممنوعات میں سے ایک بھی اس بات کو کافی ہے کہ اسے مونڈنا ناجائز ہے اور اسے چھوڑ دینا واجب ہے، جبکہ یہ اور اس جیسے دوسرے اشخاص کہتے ہیں: کہ یہ محض سنت ہے۔ یہ غش (دھوکہ بازی) میں سے ہے اور رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں: "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" (جس نے ہمارے ساتھ دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں)

سوال ۱۵: ذاکر داعیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ ہندوؤں کو دعوت دیتے ہوئے کہیں عزیز بھائی، میرے ہندو دوست۔۔۔؟

جواب: اس شخص کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے ان داعیوں کا مسلک نہیں اختیار کیا جو بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف بلاتے ہیں بلکہ اس نے عقلانیوں (عقل پرستوں) کا مسلک اختیار کیا ہے۔ پس اس کا ہندو سے یہ کہنا میرے عزیز بھائی جو اپنی عورت کی فرج اور بدکارہ کی فرج تک کی عبادت کرتے ہیں، اور جو گائے کا دودھ دھوتے اسے چارہ ڈالتے ہیں پھر اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسے عزیز کہنا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللَّهَ فَمَا لَهُ مِنْ مَّكَرٍ﴾ (الحج: ۱۸)

(جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں)

ہاں اس اعتبار سے کوئی عزیز کہلا سکتا ہے کہ اس کے پاس مال ہو یا پھر اس آیت کے اعتبار سے ﴿ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ﴾ (الدخان: ۴۹) (اس سے کہا جائے گا عذاب) چکھتا جا تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا) یعنی بطور استہزا لیکن علی الاطلاق اس کا استعمال جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا جیسا کہ دعائے قنوت والی حدیث جو حسن (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے اور جسے اصحاب سنن نے صحیح سند کے ساتھ روایت فرمایا: "إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ" (یا اللہ جسے تو دوست رکھے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا، اور جسے تو دشمن رکھے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا)۔ اگر اس کی مراد مہنی اخوت ہے تو یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنَفَصُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (التوبة: ۱۱)

(اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں، ہم تو جاننے والوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنے کفر سے تائب نہ ہو اور نماز قائم نہ کرے زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ دین میں ہمارا بھائی نہیں، لیکن اگر اس کی مراد ہم وطنی اخوت ہو تو اس کی کچھ گنجائش ہے کیونکہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿كَذَبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (الشعراء: ۱۲۳-۱۲۴)

(عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں)

اسی طرح بہت سے انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ﴿إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ﴾ یعنی ہم وطن ہونے کے ناطے اخوت لیکن جہاں تک معاملہ ہے کافر اور مسلمان کے درمیان دینی اخوت و بھائی چارے کا تو اس کی نفی کی گئی ہے۔

سوال ۱۶: ذاکر سے پوچھا گیا کہ ہم کیوں غیر مسلموں کی کتب بینی کرتے ہیں جبکہ رسول اللہ (ﷺ) نے اس سے منع فرمایا ہے اور قرآن پڑھنے کی ترغیب دی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کسی بھی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ ان کتابوں کو نہ پڑھو۔۔۔؟

جواب: ہم جو کچھ قرآن و سنت سے بیان کر چکے وہ کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب: ﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ (الحج: ۴۶)

(کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں)

اور اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الصف: ۵)

(پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو (اور) ٹیڑھا کر دیا)

اگر (ان شاء اللہ) یہ شخص فاسقوں میں نہیں ہوگا تو (یقیناً) ان بعض دلائل سے ہدایت پا کر بہرہ ور ہوگا۔

سوال ۱۷: ذاکر سے ایک مسلمان کے لئے مائی پھننے کے متعلق پوچھا گیا اور کیا اس کا کوئی تعلق نصرانیت سے ہے؟  
(یہ بات یاد رہے کہ پتلون اور مائی یہ خود ڈاکٹر صاحب کی مستقل ہیت ہے) تو انہوں نے جواب دیا: انجیل میں کوئی بھی ایسی دلیل نہیں کہ جس میں لکھا ہو مائی نصرانیت کی علامت ہے۔۔۔؟

جواب: کیا ہر مسئلے میں جو آپ مناظرہ کرتے ہیں لوگ اس بات کے محتاج ہیں کہ وہ انجیل کی طرف رجوع کریں، یہ شخص کیسے فتنے کا شکار ہے؟ انجیل میں دلیل نہیں، انجیل میں دلیل نہیں! ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ انجیل کے بارے میں دو باتوں میں سے ایک لازم ہے یا تو تحریف شدہ و تبدیل شدہ ہے یا پھر منسوخ ہے۔ امام ذہبی (رحمہ اللہ) نے "سیر أعلام النبلاء" میں کعب بن ماتع الاجار کے حالات زندگی کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے نقل فرمایا "أنها لا تجوز القراءة في تلك الكتب" (ان کتابوں میں سے پڑھنا جائز نہیں) اور اسی طرح کی بات عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے حالات زندگی میں بھی نقل فرمائی۔ امام سخاوی (رحمہ اللہ) نے بھی اس موضوع پر تالیف فرمائی ہے "الأصل الأصيل في تحريم النقل من التوراة والإنجيل" (تورات و انجیل سے نقل کرنے کی تحریم پر مضبوط بنیاد) جس کی جانب رجوع کیا جائے، اور تم ان لوگوں کو جو بھی تم سے مناظرہ کرے اس طرف دھکیلتے ہو کہ یہ بات تورات میں نہیں یہ بات انجیل میں نہیں! خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہو جبکہ رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے: "ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الوزر مثل أوزار من تبعه إلى يوم القيامة لا ينقص من أوزارهم شيئاً" (جس کسی نے گمراہی کی طرف بلایا تو یوم قیامت اس پر ان تمام لوگوں کا بوجھ بھی ہوگا جنہوں نے اس گمراہی میں اس کی پیروی کی، اور یہ بات ان لوگوں کے اپنے بوجھوں میں سے کچھ کم نہیں کرے گی)، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴾  
(النحل: ۲۵)

(اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصے دار ہوں گے جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے۔ دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں)

اپنے آپ پر رحم کرو اے ذاکر۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرو پھر اسے (علی الاعلان) بیان کرو کہ تم جس چیز کی طرف پہلے دعوت دیا کرتے تھے وہ باطل تھی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنَّا فَاوْلَئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة: ۱۶۰)

(مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں)

سوال ۱۸: کیونکہ کفار قرآن پر ایمان نہیں لاتے اسی لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے نبی (ﷺ) کے آنے کے دلائل ان کی مقدس کتابوں میں سے بیان کریں؟

جواب: ان کی کتابوں میں تو حلول (کا عقیدہ) بھی ہے۔ ان کی تحریف شدہ اور تبدیل شدہ کتابوں کو پڑھ کر کو استفادہ حاصل نہیں ہوگا۔ میں نے ان سے منقول شدہ اقوال (عبدالمجید) زندانی کی اس کتاب میں پڑھے تھے جس کا ہم نے رد کیا۔<sup>۱</sup> وہ کہتا ہے: "طلع رب العالمین من ساعیر واشرف من شبیر" (رب العالمین ساعیر<sup>۲</sup> سے طلوع ہوا اور شبیر سے اشرف ہوا) یہ (قول) کہاں سے آیا؟ یہ تو عقیدہ حلول میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں حلول کئے ہوئے ہے اور اس پہاڑ سے طلوع ہوتا ہے اور (کبھی) اس پہاڑ سے طلوع ہوتا ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ اس مسلک حلول پر گامزن ہیں جس پر نصاریٰ میں۔ تم کیسے لوگوں کو حلولی عقیدے کی جانب گھسیٹتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں یہ خبر دی کہ نصاریٰ کبھی کہتے ہیں: عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

<sup>۱</sup> یہ رد بنام "الصباح الشارق علی ضلالت عبدالمجید الزندانی فی کتابہ توحید الخالق" شیخ یحییٰ الحجوری کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جو زندانی کی کتاب "توحید الخالق" کا رد ہے جس میں زندانی نے ذاکر نانیک کی طرح عقلی، فلسفیانہ اور غیر مسلموں کی کتابوں سے دلائل جمع کئے ہیں۔ (مترجم)

<sup>۲</sup> ساعیر اور شبیر دو پہاڑوں کے نام ہیں، واللہ اعلم (مترجم)

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (المائدة: ۷۳)

(وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے، دراصل سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود حقیقی نہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے، انہیں المناک عذاب ضرور پہنچے گا)

اور ﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيرُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴾ (التوبة: ۳۰)

(یہود کہتے ہیں عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے، یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے، اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹے جاتے ہیں)

اور ﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (المائدة: ۱۷)

(یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مسیح ابن مریم ہیں، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں و زمین اور دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)

یعنی کبھی کہتے ہیں: وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، کبھی کہتے ہیں: وہ خود اللہ ہیں، اور کبھی کہتے ہیں: وہ تین میں سے ایک ہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے "الجواب الصحيح" اور ابن القیم (رحمہ اللہ) نے "إرشاد الحیاری" میں بیان فرمایا۔



سوال ۱۹: ہم کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں کیونکہ ہر دائرہ کے لئے ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم ایک الہ اور اس کی توحید پر ایمان لاتے ہیں اور ہم دوبارہ طواف کرتے ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہوئے کہ وہ الہ العزیز ایک ہے۔۔۔؟

جواب: یہ تو بے سرو پا کلام ہے۔ اس کلام کی کوئی سند اور حاصل نہیں، کیونکہ طواف عبادتوں میں سے ایک ہے جس کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ دوسرے طواف کا معنی فلاں ہے اور پہلے طواف سے مراد فلاں ہے جیسا کہ جادوگروں اور شعبہ بازوں کی طلسماتی کتابوں میں ہوتا ہے، بلکہ یہ تو عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے اور رسول اللہ (ﷺ) بیت اللہ کا طواف فرمایا کرتے تھے کبھی سوار ہو کر اور کبھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے طواف فرماتے، البتہ یہ تحدیدات ذاکر نامیک کی اپنی بنائی ہوئیں تحدیدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔

سوال ۲۰: ذاکر ہر کسی کے لئے فتویٰ دینے کو جائز سمجھتا ہے یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ فتویٰ کا معنی رائے دینا ہوتا ہے؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں، امام ابن القیم نے کتاب تالیف فرمائی "أعلام الموقعین عن رب العالمین" (اپنے رب کی جانب سے دستخط کرنے والے علماء ومفتیان کا بیان) اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ، بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۲۳-۲۴)

(آپ سے پہلے بھی ہم مردوں کو ہی بھیجتے رہے، جن کی جانب ہم وحی اتارا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو، دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ، یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں)

پس اللہ تعالیٰ نے سوال پوچھنے کے لئے اہل ذکر کی جانب رہنمائی فرمائی اور آپ جابلوں سے سوال پوچھنے کی جانب رہنمائی کر رہے ہیں:

﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ (النساء: ۱۱۵)

(جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدرہ وہ خود متوجہ ہو اور جہنم میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے)

سوال ۲۱: ذاکر نانیک یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں مذکور ہے کہ اس عالم کے فناء ہو جانے کے بعد ایک اور خلق پیدا ہوگی اور اس سلسلے میں سورہ انبیاء آیت ۱۰۲ ﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ﴾ (جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیئے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے) سے استدلال کرتے ہیں؟

جواب: یہ آیت میں اس مقصود پر دلالت نہیں کرتی اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق تھا، ہے اور رہے گا، اسی طرح رازق تھا، ہے اور رہے گا، اور مجی و ممیت تھا، ہے اور رہے گا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

سوال ۲۲: ڈاکٹر ذاکر نانیک کہتے ہیں کہ میرے پاس علم منطق ہے جس کے ذریعہ میں ایمان لاتا ہوں۔۔۔؟

جواب: میں تمہیں (ڈاکٹر ذاکر کو) نصیحت کرتا ہوں کہ اس منطق سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو کہ اس کے بڑے بڑے علمبردار تک اس سے تھک ہار گئے۔ کیا تم امام ذہبی (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ قول نہیں جانتے کہ:

**"علم المنطق لا يحتاج إليه الذكي ولا يستفيد من البليد."**

(علم منطق کی کسی ذہین شخص کو حاجت نہیں اور بیوقوف شخص کو اس سے کوئی فائدہ نہیں)

علم منطق سے تو امام الجبہنی، شہرستانی اور امام غزالی تک اکتا گئے، یہ ہے علم الکلام (کی حقیقت)۔ دیکھو (اور غور کرو) کہ المہروی اور اسی طرح امام ابی العزیز الخفیی (رحمۃ اللہ علیہ) شرح عقیدہ الطحاویہ میں علم الکلام کی مذمت میں جوک-چھ فرماتے ہیں، انہی میں امام رازی سے یہ منقول ہے کہ وہ انتہائی حیرت کے عالم میں فرماتے ہیں:

**نہایۃ إقدام العقول عقل وغایۃ سعی العالمین ضلال**

(عقل کے تمام تر اقدام کا انجام حیرت ہے)

اور عقل کے بل بوتے پر دنیا والوں کی تمام سعی گمراہی ہے)

**وأرواحنا فی وحشة من جسمنا وغایۃ دنیانا أذی ووبال**

(ہماری روہیں ہمارے جسموں سے وحشت زدہ ہیں)

اور ہماری دنیا کا ماحصل اذیت و وبال ہی ہے)

**ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا سوی أن جمعنا فیہ قیل وقالوا**

(ہمیں اپنی پوری عمر میں کی جانے والی بحث و مباحثے سے)

سوائے قیل و قال جمع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوا)

اور اسی طرح شہرستانی کہتا ہے:

**لعمرك لقد طفت المعاهد كلها وسیرت طرفی بین تلك المعالم**

**فلم أر إلا واضعاً كف حائر علی ذقن أو قارعاً سن نادم**

(قسم سے! میں فلسفہ و کلام کے تمام مدارس کی خاک چھان چکا ہوں)

مجھے یہاں پر ہر شخص حیرت و ندامت کے بوجھ تلے دبے اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا دکھائی دیا<sup>۱۳</sup>)

اس پر کسی نے رد کرتے ہوئے کہا:

**لعلك أهملت الطواف بمعهد الرسول ومن وآله من كل عالم**

(شاید کے تو نے مدرسۂ رسول و مدرسۂ علماء جنہوں نے رسول کی پیروی کی کا چکر لگانے میں لاپرواہی کی)

<sup>۱۳</sup> "عقیدہ قیروانی" شرح شیخ عبدالمحسن العباد مترجم سے بعض اشعار کا ترجمہ لیا گیا۔ [مترجم]

**فما حار من یہدی بہدی محمد ولست تراه قارعا سن نادم**

(جس نے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے طریقہ سے ہدایت پائی ہو وہ کسی حیرت و پریشانی کا شکار نہیں اسی لئے تو اسے نہیں پائے گا کہ وہ ندامت کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو)

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اہل الکلام کی سزا کے بارے میں فرمایا کہ:

**"هو أن يضربوا بالنعال والجريد، ويطاف بهم في العشائر والقبائل، ويقال هذا جزاء من أعرض عن ذكر الله."**

(یہ کہ اسے جوتوں اور چھڑیوں سے مارا جائے اور اسے یہ کہتے ہوئے قبائل قبائل گھمایا جائے کہ یہ جزاء ہے ہر اس شخص کی جس نے اللہ کے ذکر سے منہ موڑا)

اگر آپ چاہیں تو اس (مندرجہ بالا) اچھے حکم کو ہی اپنا موقف بنالیں جو امام بیہقی نے اپنی کتاب "مناقب الامام الشافعی" میں نقل کیا اور اسی طرح ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔

سوال ۲۳: ڈاکٹر نانیک ایک مناظرے یا ملاقات میں ہندو سوامی کو کہتا ہے کہ میں آپ کی اس بات سے مکمل طور پر متفق ہوں کہ تمام ادیان ایک الہ واحد پر ایمان لاتے ہیں؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ وہ اس ہندو داعی سے اس بات پر متفق ہے کہ ان کی دعوت ایک ہے اور وہ ایک ہی معبود کی عبادت کرتے ہیں، ہندو تو کفار ہیں گائے کے پجاری، اور یہ صاحب ہندوؤں سے قریب ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اس جھوٹ کے ساتھ کہ وہ ایک الہ پر ایمان رکھتے ہیں، حالانکہ حقیقت حال ان کے اس قول کی تکذیب کرتی ہے۔

سوال ۲۴: ڈاکٹر ذاکر نانیک فرماتے ہیں: اگر میں ایک ٹیپ ریکارڈر کا بنانے والا ہوں تو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں خود ٹیپ ریکارڈر بن جاؤں تاکہ میں اس ریکارڈر کے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا معلوم کر سکوں، اسی طرح اللہ

تعالیٰ انسان کی صورت اختیار نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں سے کسی مرد کو چن لیتا ہے تاکہ وہ اس کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے، جسے ہم مسلمان رسول اور نبی کہتے ہیں؟

جواب: ﴿اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ (الانعام: ۱۲۲)

(اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی رسالت رکھے یا کس کو رسول بنائے)

﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ﴾ (الحج: ۷۵)

(اللہ تعالیٰ ہی فرشتوں اور انسانوں میں سے (جسے چاہتا ہے) بطور رسول چن لیتا ہے)

اس طرح اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔

جبکہ (ذاکر نانیک) کا قول بالکل عبدالمجید زندانی<sup>۱</sup> نے جو گاڑی اور ڈرائیور کی مثال بیان کی تھی کی مانند ہے۔ (زندانی) کہتا ہے: دیکھو اگر انسان مختلف موڑ اور پھوکیں پر گاڑی چلاتا ہے اور یہ کرتا ہے اور وہ کرتا ہے کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ سمیع و بصیر ہے؟ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر ہے کہ وہ اس کائنات کو چلاتا ہے۔ پس یہ عقلانیہ (عقل پرستی) ہے جو زندانی اور ذاکر نانیک کے قول میں پائی جاتی ہے۔

<sup>۱</sup> عبدالمجید زندانی یمن سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا بھی منہج ہو بہو ذاکر نانیک والا منہج ہے جنہوں نے مستشرقین سے علم حاصل کیا اور دین کی تبلیغ عقلی دلائل اور سائنس سے کرتے ہیں اور اسی طرح تقریب بین الادیان کے بھی داعی ہیں جس کے لئے کانفرنسیں بھی منعقد کرتے ہیں۔ کوئی عجب بات نہیں کہ ان کی بھی تقاریر آئی۔ آر۔ ایف کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ ان کا بہترین رد بھی شیخ یحییٰ الحجوری نے اپنی کتاب "الصباح الشارق علی ضلالت عبدالمجید زندانی فی کتابہ توحید الخالق" میں کیا ہے۔ جس میں زندانی نے سائنسی دلائل اور غلط تاویلات سے قرآن مجید کی تفسیر اور عقیدہ توحید بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ شیخ الحجوری نے یوں بیان کیا:

(1) تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ قرآن کریم کی حقانیت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں جب تک کہ مستشرقین اس کے برحق ہونے کی تصدیق نہ کریں؟

(2) یا پھر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ ایمان میں جہمیہ اور معتزلہ کے عقیدے کو اپنایا جائے؟

(3) اور کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو عقل (منطق/فلسفہ) سے ثابت کیا جائے؟

(4) یا پھر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ یہود و نصاریٰ سے محبت کی دعوت دی جائے اور مسلمانوں کے سینوں کو ان (کی نفرت) سے صاف کیا جائے؟

(5) یا پھر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ مسلمانوں کو ناانصاف باور کرایا جائے کیونکہ وہ اہل کتاب سے اپنے آپ کو قریب نہیں کرتے؟

(6) اور کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں سے ہے کہ قرآن کریم کی آیات سے کھیلا جائے اور مسلم نوجوانوں کو علم شرعی سے دور کر کے فلسفہ اور علم الکلام کے مسائل میں الجھایا جائے اور عقل کو دو وحی (قرآن و سنت) کے مقام پر رکھ دیا جائے اور سلف صالحین اور ان کے علم کا صفایا کر دیا جائے، (جبکہ دوسری جانب) یہود و نصاریٰ اور ان کے (باطل) نظریات کا احترام کیا جائے؟

شیخ فرماتے ہیں یہ تو بہت معمولی سی جھلکیاں ہیں جو زندانی کی کتاب التوحید میں پائی جاتی ہیں ورنہ تو اس کی کتاب بہت سی گمراہیوں سے اٹی پڑی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔ (اھ)

جاننے والے جانتے ہیں کہ ڈاکٹر ذاکر کی باتیں بھی اس سے کچھ مختلف نہیں (مترجم)

سوال ۲۵: ذاکر ہندوؤں سے کہتا ہے: ﴿تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے) ایسی عبارتوں کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں عام و مشترک ہیں۔ ان کی کتابوں کی بعض آیات پر اعتماد کرتے ہوئے جن میں سے ایک یہ ہے: (اس الہ کی کوئی صورت نہیں بنائی جاسکتی) اور یہ بالکل وہی بات ہے جو سوامی جی نے کہا کہ اس الہ کی کوئی صورت نہیں؟

جواب: یہ باطل ہے کیونکہ اما احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: "من نفی الصورة فهو جهمي" (جس نے اللہ تعالیٰ کی صورت کی نفی کی وہ جہمی ہے) اور اسی بات پر علماء کرام ہیں، اور رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ" (بیٹھ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا) یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

سائل: اور ذاکر کے زعم کے مطابق ان کتابوں میں سے یہ دلیل بھی ہے: (اس کی کوئی تصویر، کوئی جسم اور کوئی شکل نہیں)؟

الشیخ: اللہ تعالیٰ کی صفات میں نفی بیان کرنے میں تفصیل جائز نہیں، کہ (اس کا جسم نہیں اسکا یہ نہیں۔۔۔) سب سے پہلے جس نے جسم کے لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا وہ ہشام بن الحکم رافضی تھا، جو اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی دعوت اور اقوال میں رافضیوں کا منہج اپنایا ہوا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے بیان فرمایا۔ پھر شریعت بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مفصل اثبات اور مجمل نفی کے ساتھ آئی ہے۔ جہاں تک بات ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (الاخلاص)

(آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے)

تو یہ مشرکوں کے اعتراض کی یا جو وہ دعویٰ کرتے تھے اس کی نفی ہے، بصورت دیگر اصل یہی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

(اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے)

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ (طہ: ۱۱۰)

(مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا)

سائل: ذاکر کہتے ہیں (ہندوؤں کی کتاب کی) آیت (تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں) ایسی ہی ہے جیسے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ اور ان کی آیت (معبود تو ایک ہی ہے پس اسی ایک کی عبادت کرو) ایسی ہی جیسے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تو یہ وہ یکھاں اور مشرک باتیں ہیں جو ہم انجیل، ہندوؤں کی (مذہبی کتابیں) ویداؤں اور قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں: ان باتوں کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکھاں و مشرک ہیں اور اپنی کتابیں پڑھو، اور الہ العزیز کا صحیح فہم حاصل کرو، پھر اس کے بعد ان شاء اللہ ہم سب متحد ہو جائیں گے؟

الشیخ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو یہ حکم فرمایا کہ آپ (ﷺ) فرمادیجئے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۶۴)

(آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں)

اور تمہاری یہ حالت ہے کہ کہتے ہو "تعالوا الی کتبکم" (اپنی کتابوں کی طرف آؤ)، رسول اللہ (ﷺ) تو

کافروں کو اس کتاب کی طرف بلائیں اور انہیں اس اسلام کی طرف بلائیں اور فرمائیں کہ "أَسْلَمَ تَسْلِمَ يُوْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ إِنْ أَعْرَضْتَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيسِينَ" (اسلام لے آؤ امن پاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا اجر

دو گنا عطاء فرمائیں گے، اور اگر تم منہ پھیرو تو تم پر تمہاری عوام کا بھی گناہ ہوگا، اور جب مسیلمہ نے کہا: اگر آپ (ﷺ) اپنے بعد مجھے نبی بنائیں تب میں آپ (ﷺ) پر ایمان لاتا ہوں، آپ (ﷺ) نے فرمایا: "لو سألني هذا ما أعطيتك ولن تعدوا أمر الله فيك ولن أدبرك ليعقرنك الله" (اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں یہ تجھ کو نہیں دے سکتا اور تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دے رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تو نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا) اور سورہ فصلت میں ہے:

﴿ حم ، تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ، بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ، وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنَكَ حِجَابٌ فَاغْمِلْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴾ (الفصلت: ۱-۵)

(حم۔ اتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رحم والے کی طرف سے۔ (ایسی) کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے، (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے اس قوم کے لئے جو جانتی ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے، پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ تو جس کی طرف ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب اپنا کام کئے جا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں) سے لیکر اس فرمان تک:

﴿ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ، إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴾ (الفصلت: ۱۳-۱۴)

(اب بھی یہ روگرداں ہوں تو کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے ڈراتا ہوں جو مثل عاد یوں اور ثمود یوں کی کڑک ہوگی۔ ان کے پاس جب ان کے آگے پیچھے سے پیغمبر آئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم تو تمہاری رسالت کے بالکل منکر ہیں)

یہ ہے رسول اللہ (ﷺ) کی دعوت، آپ (ﷺ) انہیں یہ نہیں فرماتے تھے: اے قریش! آؤ اپنے باپ دادوں کی کھاتوں اور قصوں افسانوں کی طرف، جیسا کہ تم کہتے ہو، اور نہ ابراہیم (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف



آئے اور فرمایا: اپنی کتابوں، باپ دادوں کی کماوتوں اور قصوں افسانوں کی طرف آؤ، اور نہ ہی انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) میں سے کسی نبی نے ایسا فرمایا۔ چنانچہ تمہاری دعوت شیطانی دعوت ہے نبوی دعوت نہیں۔

سوال ۲۵: یہودی کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ اس کلمہ "اليهود" کی حقیقت یہ ہے: جو الہ العزیز کی حمد بیان کرے اور اس سے محبت کرے۔۔؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں علماء کرام بیان کرتے ہیں کہ یہود ایک شخص جس کا نام ہودا تھا کی طرف نسبت ہے، اور کہا جاتا ہے کہ ان کے قول میں سے ہے ﴿إِنَاهْدُنَا إِلَيْكَ﴾ جبکہ یہودی کا معنی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں، تو ان کے لئے محبت کہاں! اس کا معنی تو ہے ہوا کہ آپ ان کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق کر رہے ہیں:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ﴾ (المائدة: ۱۸)

(یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں)

جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾ (المائدة: ۱۸)

(آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے، زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے)

تو آپ اس میں یہود کے ان اقوال کی اور ان کے اس جھوٹے دعویٰ کی تصدیق کر رہے ہیں جن کا رد اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ (النساء: ۸۷)

(اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا)

سوال ۲۶: اس تعریف کے اعتبار سے میں ایک یہودی ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اور اسکی حمد بھی بیان کرتا ہوں؟

جواب: "من قال إنه على دين غير الإسلام فهو كما قال" (بخاری) (جو یہ کہے کہ وہ اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا) اور یہ قول بہت خطرناک ہے کہ فلاں تعریف کے اعتبار سے میں یہودی ہوں، اور فلاں کے اعتبار سے میں نصرانی ہوں، یہ صحیح دعوت نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ (الانفال: ۳۷)

(تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملا دے، پس ان سب کو اکٹھا ڈھیر کر دے پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دے۔ ایسے لوگ پورے خسارے میں ہیں)

چنانچہ اس سے پرہیز کرنا اور کافروں سے تمیز اختیار کرنا واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شرف عطاء فرمایا

ہے:

﴿وَالَّذِينَ وَالزَّيْتُونَ ، وَطُورِ سَيْنِينَ ، وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ، لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ، ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ (التین: ۱-۶)

(قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ اور طور سینین کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کئے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا)

مسلمان (ان آیات میں) کافروں جیسی اہانت و ذلت سے مستثنیٰ ہیں اور تم اپنے آپ کو ان کافروں کے درجے تک گرا رہے ہو؟ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (سورة العصر)

(زمانے کی قسم۔ بیشک (بالیقین) انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی)

اور تم اپنے آپ کو ان خسارہ پانے والوں کے مرتبے تک گرا رہے ہو یہ کہہ کر کہ تم یہودی ہو تم نصرانی ہو، اور ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے ثابت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "من تشبه بقوم فهو منهم" (جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے)

سوال ۲: ڈاکٹر نانیک کا بھائی محمد نانیک جو رئیس مجلس تھا کہتا ہے: ہم سوامی جی (ہندو عالم) کے مرکز العلم والبعث السلفی کی جانب سے بہت شکر گزار ہیں اور میں بھی آپ کی اس آمد اور ہمارے ساتھ کی گئی اس علمی مشارکت کا بہت ممنون و مشکور ہوں۔ اب میں ساتھیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سوامی جی کے لئے ان کی اس آمد اور ہمارے ساتھ کی گئی علمی مشارکت کے احترام میں قیام تعطیسی کریں؟

جواب: اس کا معنی ہے کہ یہ سارا ٹولہ ایک ہی فکر کی غمازی کرتا ہے، ڈاکٹر، اسکا بھائی اور باقی سب ہندوؤں کے ساتھ ہیں اور ایک ہی سب کی دعوت ہے، واللہ المستعان۔ جائز نہیں کے لوگوں کو کسی ہندو انسان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے پر ابھارا جائے، رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے: "من أحب أن يتمثل له الناس قياماً فليتبوأ مقعده في النار" (جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لئے تعظیماً کھڑے ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑ لے)۔

اور یہ کہ تم ان کے ساتھ شریک ہوتے ہو اور ہندو بھی تمہاری دعوت میں تمہارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ یہ ایک یہودیت، ہندومت، نصرانیت، رافضیت، اخوانیت، عقلائییت کی مخلوط دعوت ہے جس میں حق و باطل کی کوئی تمیز نہیں۔

<sup>۱</sup> یہ ایک فرقہ ہے جو جمعیت اہلحدیث (بند) سے علیحدہ ہوا ہے، اور اپنے آپ کو "ندوة المجاہدین" کہلاتے ہیں۔

سوال ۲۸: ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کی مقدس کتاب ہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ معلوم کریں کہ کون سی کتاب واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اسے سب سے آخری امتحان یعنی جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے گزاریں اگر وہ اس جدید سائنس کے مطابق ہو تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے؟

جواب: یہ بھی ایک باطل کلام ہے کیونکہ کتاب اللہ حق ہے اور جو اس کے علاوہ ہیں سب باطل ہیں:

﴿ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴾ (الحديد: ۱۶)

(کیا اب تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا ان کے دل ذکر الہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ، مَا خَلَقْنَاهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (الدخان: ۳۸-۳۹)

(ہم نے زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا بلکہ ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے)

پس حق جو ہے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) ہیں، اور اس کا نبی نبی رحمت و ہدایت ہے:

﴿ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴾ (التوبة: ۱۲۸-۱۲۹)

(تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان

میں، پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے)

اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۲۴)

(یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کریں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں)

اور فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مِيلًا عَظِيمًا، يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ۲۶-۲۸)

(اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے خوب کھول کر بیان کرے اور تمہیں تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے)

یہ لوگوں کو بے راہ روی اور کج روی کی جانب دعوت دیتے ہیں۔ کتاب اللہ کو کسی بھی کتاب پر پیش نہیں کیا جاتا بلکہ کتاب اللہ تمام کتابوں پر مہمیں (حاکم و فیصل) ہوتی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ لاؤ اس قرآن کریم کو اور کسی دوسری کتاب کو پھر اسے پیش کریں کہ کون سی زیادہ صحیح ہے، چاہے تو اسے قبول کریں یا اسے۔ یہ قول اپنی حد تک تو کفر ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ میں شک کرنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالْحَقِّ إِذْ جَاءَهُ الْبَيِّنَاتُ فَيُجَاهِلُ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ﴾ (الزمر: ۳۲)

(اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے؟ اور سچا دین جب اس کے پاس آئے تو اسے جھوٹا بتائے؟) کیا ایسے کفار کے لئے جہنم ٹھکانا نہیں ہے؟

اور فرمایا: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد: ۲۸)  
 (یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضا مندی کو برا جانا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے)

سوال ۲۹: ذاکر کہتا ہے کہ بعض ایسی قومیں ہیں کہ وہ کچھ امور و قوانین کی تو پابندی کرتے ہیں مگر کچھ کی نہیں مثلاً جب شریعت کے مطابق اقامت حدود اور شہری حقوق کی بات آئے گی تو سعودی حکومت بہت اچھی ہے اگرچہ وہ بھی بعض اعتبار سے قرآنی ہدایات سے گمراہ و دور ہوئے ہیں؟

جواب: وہ یہ کہتا ہے کہ: حکومت سعودیہ بعض امور میں قرآن کریم سے انحراف کئے ہوئے ہے۔ اس کے باوجود اسے وہاں اجازت ہے کہ ان کے پاس تقاریر کرے، واللہ المستعان۔ سعودیہ میں اخوان المسلمین اپنی دعوت پھیلا رہے ہیں، اور اسی طرح صوفی اور رافضی بھی اپنی دعوت نشر کر رہے ہیں۔

دولت توحید اب ذاکر نانیک، عمرو خالد اور طارق السويدان جیسوں کو ممکن کر رہی ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے عافیت ہی کے خواستگار ہیں، اور وہ ہماری اور ان کی پیشانیوں کو پکڑ کر ہر خیر کی جانب پھیر دے، وباللہ التوفیق۔

سوال ۳۰: ان سے کسی عورت نے سوال کیا: جب مرد جنت میں داخل ہوگا تو اس کے لئے حسین و جمیل باکرہ حور ہوگی لیکن اگر عورت جنت میں داخل ہو تو اس کے لئے کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب ذاکر نے اس طرح دیا: بہت سے لوگوں نے حور کا ترجمہ حسین و جمیل باکرہ کیا ہے یعنی آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں میں سے خصوصاً جو اردو کا ترجمہ ہے۔۔۔؟

جواب: یہ صحیح بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرما چکا ہے:

﴿وَحُورٌ عِينٌ، كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ﴾ (الواقعة: ۲۲-۲۳)

(اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں)

اور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: "لو أشرقت لملاً نورها ما بين السماوات والأرض" (الحديث) (اگر وہ زمین کی طرف جھانک لیں تو ان کے نور سے زمین و آسمان کے مابین سب جگمگا اٹھے۔۔۔)۔ لیکن یہ کہنا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں میں سے ہیں دلائل سے متعارض ہے۔

**سبحانک اللہم وبحمدک، أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک۔**  
اس مادے کی اصل کیسٹ سے کتابت بتاریخ ۱ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ کو مکمل ہوئی۔